

اصل ہتھیار!

حکمت، دانائی اور تدبیری اس مشکل وقت میں رہنما اصول ہو سکتے ہیں۔ جذباتیت، جملہ بازی اور فوری غصے کے اظہار سے مکمل اجتناب۔ مگر یہ سب کچھ کہاں سے لا سیں۔ کس طرح بات کو دل میں سمونے کہ اصل طاقت انسان کی جسمانی نہیں بلکہ ذہنی ہوتی ہے۔ فکر کی قوت سے معاملات کو پرکھنا اور پھر اصولی حل نکال کر قائم رہنا ہی زندگی ہے۔ پر کس کو بتایا جائے۔

غیم تو بھر پورتیاری میں سرحد پر مجید بیٹھا ہے۔ صرف اور صرف اشارہ ملنے کا منتظر ہے۔ امریکہ اور اسرائیل کی بھرپور طاقت اسکے پیچے ہے۔ ہندوستان کی ہر پالیسی میں پہم درج ہے کہ انکے ہمسائے میں پاکستان نہیں ہونا چاہیے۔ اس ملک کا وجود ہی ہندوستان کے لیے سوچان روح ہے۔ پھر۔ ایس۔ ایس کی پُرتشد فلسفہ پر یقین رکھنے والی حکومت، جو بٹوارے کو تسلیم ہی نہیں کرتی۔ ہر ملک دشمن طاقت ہمارے خلاف یکسو۔ مگر ہم ہیں کہ وجود کے خطرے کو بھی سنجیدگی سے نہیں لے پا رہے۔ وہی اندر وہی چپقلش، وہی سیاسی کدو رتیں، وہی سطحی سے مشیر اور وہی ذہنی بے فکری۔ پوری دنیا ہمارے معاملات کو تشویش اور خوف سے دیکھ رہی ہے۔ ہم خود کیا کر رہے ہیں یا کرتے رہے ہیں، اس پر دلیل سے بات ہونی چاہیے۔

ہمارے تمام مسائل کی چابی اندر وہی حالات کو درست کرنے میں ہے۔ معیشت کو جدید خطوط پر استوار کرنے میں ہے۔ معاشرے میں آزاد فلکر کو بڑھاوا دینے میں ہے۔ اگر ملکی معاملات درست ہو گئے تو باہر کے معاملات میں حد درجہ توازن آ جائیگا۔ ایک پاکستانی سفارت کار سے پوچھا کہ جناب خارجہ پالیسی کا اصل جو ہر کیا ہوتا ہے۔ سفارت کا رد درجہ محبت الوطن اور ایماندار انسان تھے۔ سوچ کر جواب دیا۔ طاقتوں معیشت اور اندر وہی طور پر مضبوط ملک ہی بیرونی خارجہ پالیسی کو فعال بناسکتا ہے۔ اگر یاست میں ہر طرف زبوں حالی ہو، تباہی ہو، تو ہم لاکھ نعرے لگائیں، نہ ہمارے دوست ہونگے اور نہ ہی کوئی ملک ہم پر اعتبار کرے گا۔ یہ سب کچھ گزشتہ ستر برس میں تو نہ ہو پایا۔ شائد مستقبل میں ہو جائے۔

پھر کوئی کی ایک سرداشام یاد آئی۔ فضائیں ہبیت ناک طیاروں کی گھن گھرن، ائیر پورٹ پر امریکی فضائی طاقت کے بھرپور مظاہرے۔ 9/11 کے چند ہفتوں بعد کا واقعہ ہے۔ پوری دنیا افغانستان پر پل پڑی تھی۔ ہم انکے حليف تھے۔ سفارتی اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر افغانستان کے ہمارے ملک میں سفیر تک کو گرفتار کر کے طشتري میں بیرونی طاقتوں کے سامنے پیش کر دیا تھا۔ معلوم تھا کہ افغانستان کی بد بختی آچکی ہے۔ ایک عمر سیدہ بلوچ سردار سے ملاقات ہوئی۔ طالبان کے سخت مخالف، مگر ایک فقرہ ایسا کہہ گئے کہ کافی دن سوچتا ہا۔ "اگر افغانستان کی جنگ ہمارے ملک میں آگئی، تو پھر کیا ہوگا"۔ طالبان کی مذہبی شدت پسندی کا مخالف ہوں، انکے اندر انسانی حقوق اور خواتین کی بے تو قیری سے بھی اختلاف ہے۔ مگر اس وقت کیا کسی نے اس نکتہ پر غور کیا تھا کہ اگر افغان جنگ، ہمارے معاشرے میں آگئی تو ہمارا وجود ہی لرز جائیگا۔ پھر یہ بھی دیکھا کہ آج سے ایک دہائی پہلے جب لاہور میں طالبان نے ایف آئی اے کے دفتر پر خود کش حملہ کیا، تو دھماکے کے صرف دس منٹ بعد شہر کی سب سے پُر رونق سڑک کمبل طور پر ویران تھی۔ مال روڈ اتنی تھا کہ نظر نہ آئی

جتنی اس دن تھی۔ لاہور کے شہری گھروں میں دبک کر بیٹھ گئے تھے۔ تی وی چلا رہے تھے کہ کہیں ایک اور دہشت گردی کا واقعہ نہ ہو جائے۔ اس وقت اس دانابلوچ سردار کی آواز کان میں گونجنے لگی۔ اگر افغانستان کی جنگ ہمارے ملک میں آگئی تو کیا ہوگا۔ ہماری اندر وی فیڈ ناکام حکمت عملی کے درجنوں شواہد موجود ہیں۔ معاملہ صرف اس وجہ سے چل پایا ہے کہ فوج بھانپ کئی تھی کہ اندر وی خطرہ کا سر کچلنا از حد ضروری ہے۔ اس میں ہماری معيشت کیسے بر باد ہوئی، ہماری ہزاروں جانیں کیسے ختم ہوئیں، اسکو سب جانتے ہیں۔ شائد اصل نقصان کی تفصیل صرف ایک دواداروں کے پاس ہے۔ دل ہلانے والی سچی کہانیاں اور انکار عمل۔

مگر نکتہ تو یہی ہے کہ اندر وی معاملات کو بہتر کیونکر کیا جائے۔ کسی بھی سیاسی جماعت یا گروہ سے کوئی تعلق نہیں۔ سیاست اور سیاستدانوں کو بچپن سے اس درجہ زد یک سے دیکھ چکا ہوں کہ اس شعبہ سے تقریباً اتعلق ہو چکا ہوں۔ بہت دنوں کے توقف کے بعد تینی وی کا ایک ٹاک شود یکھا۔ عرض کرنا چاہوں گا کہ تی وی پر اس درجہ یکسانیت اور جہالت ہے کہ اب عرصے سے تی وی ٹاک شوہین دیکھتا۔ صرف اور صرف جانوروں کے چینل شوق سے دیکھتا ہوں۔ جس میں Animal Planet سر فہرست ہے۔ مگر کل کا ٹک شوے حد تکلیف دہ تھا۔ ایک گرفتار شدہ سابق ڈی جی، ایل ڈی اے کے وکیل، صاف پانی کے متعلق جو حقائق بیان کر رہے تھے، وہ کرپشن نہیں بلکہ معاشی دہشت گردی کی محیر العقول مثال تھی۔ سابق وزیر اعلیٰ کی جانب سے دیے گئے ٹھیک، صاف پانی کمپنی میں انکی روزمرہ کی مداخلت، افسروں کی بے عزتی اور من پسند کمپنیوں کو مالی فائدہ پہنچانے کے ایسے دستاویزی ثبوت تی وی پر دکھائے جا رہے تھے، کہ حیرت ہو رہی تھی۔ ایل ڈی اے کے بعد اس منظور نظر افسر کو صاف پانی کمپنی کا انچارج لگا دیا گیا۔ وکیل صاحب فرمار ہے تھے کہ بیرونی کمپنیوں کے سی ای او، اس افسر کے پاس آ کر کہتے تھے کہ ہمارے معاملات بالائی سطح پر طے پائے جا چکے ہیں۔ لہذا ہمیں ٹھیک دے دیے جائیں۔ کاغذ توہیشہ چیز بولتا ہے۔ دستاویزی ثبوت تو کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ سابقہ حکومت کے ایک وزیر جو اس پروگرام میں موجود تھے، ان سے کوئی جواب بن نہیں پا رہا تھا۔ پھر میٹ کمپنی "Meat Company" پر خاندانی قبضے کے ثبوت۔ دل پریشان ہو گیا۔ یہاں تک بتایا گیا کہ لاہور ویسٹ مینجنمنٹ کمپنی میں ایک ٹن کوڑا اٹھانے کا ریٹ طے کرنے کے بعد ٹھیک صرف آٹھ ڈال میں مقامی لوگوں کو دیدیا گیا۔ یومیہ بنیاد پر سابقہ شفاف حکومت، اس ترک کمپنی کو چونسٹھ ہزار ڈال رب عجہ دیتی رہی۔ اس ترک کمپنی کے تانے بانے بھی سابقہ وزیر اعلیٰ سے جوڑے جا رہے تھے۔ یہ معاشی جرام کی تفتیش کا ابتدائی مرحلہ ہے۔ ایک محتاط ماہر معاشیات بتانے لگے کہ گزشتہ دس برس میں صرف پنجاب میں بیس سے پچھیں ارب ڈالر بطور رشت وصول کیے گئے ہیں۔ دوبارہ سوال کروزگا کہ کیا پوچھ گچھ نہیں ہوئی چاہیے۔ کیا ٹھوس ثبوتوں کی بدولت گرفتاریاں اور سزا میں نہیں ہوئی چاہیے۔ کیا واقعی رہنمی کو روکنا سیاسی انتقام ہے۔ ابھی سی پیک کے معاملات کھلنے باقی ہیں۔ وہ بھی طسم ہوش بر سطح کی کرپشن کی سچی کہانی ہے۔ صرف مٹی ڈالنے کا ٹھیک سات سو گناہنگا دیا گیا۔ پھر پیسے لیکر اسے معمولی ریٹ پر مقامی ٹھیکہ داروں کے حوالے کر دیا گیا۔ کیا چین سے یہ درخواست نہیں کرنی چاہیے کہ آپ ٹھیکوں کی تفصیل بتائیے تاکہ لوگوں کو علم ہو کہ اسکی آڑ میں کتنی بھی انک معاشی دہشت گردی ہو رہی تھی۔ افسوس ہوتا ہے۔ جب ہم ووٹ کی طاقت سے اپنے حکمران مقرر کریں اور وہ ہمارے ساتھ یہ واردات کر جائیں۔ بتائیے کس سے شکایت کریں۔ کہاں جائیں۔ کیا گریہ بھی نہ کریں۔ ہاں یہ

ضرور عرض کروں گا، کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ سیاسی انتقام کی بوآئے۔ دھلائی اور سترہائی میرٹ پر ہو تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

ملک کی معاشی بربادی کیا ان دمہینوں میں ہوئی ہے۔ ہرگز نہیں۔ جس طرح ملک کو لوٹا گیا ہے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی۔ آئی ایم ایف کے پاس جانے کے علاوہ کوئی فوری حل نہیں ہے۔ خیر ملیشیاء کا مرد آہن جسکے ملک کی کرنی مکمل طور پر زمین بوس ہو چکی تھی، جسکے دروازے پر آئی ایم ایف کے لوگ قرض لیکر پہنچ چکے تھے۔ اس نے قرض لینے سے انکار کر دیا تھا۔ مگر پاکستان کا معاشی بحران، ملیشیاء کے اقتصادی بحران سے بہت گھمبیر ہے۔ مگر کیا یہ نہیں ہونا چاہیے کہ امپورٹ بل کو آدھا کر دیا جائے۔ پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ انسانی اور جانوروں کی درآمدی خوارک پر کیونکر پابندی نہیں لگائی جاسکتی۔ تعلیش اشیاء پر تین ہزار فیصد ٹیکس کیوں نہیں لگایا جاتا۔ امپورٹ ڈگاٹریوں پر پابندی کیوں نہیں لگ سکتی۔ اسے عمر ایک ذہین انسان ہیں۔ انکی اقتصادی ٹیم کے متعلق سنجیدہ لوگوں کے ذہن میں بہت سے سوالیہ نشان ہیں۔ اسے عمر صاحب کیوں امپورٹ بل کو آدھا نہیں کر سکتے۔ غیر معمولی حالات میں غیر معمولی فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ ابتدائی مرحلہ میں ایسا ہوتا دور دوڑتک نظر نہیں آ رہا۔ شائد کچھ عرصے بعد یہ مشکل فیصلے ہو جائیں۔

خان سے لوگوں کو دیومالائی توقعات ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ چیلکی بجا یگا اور معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔ مگر لوگوں میں یا اس اور پریشانی کا غصہ بڑھ رہا ہے۔ عمران خان ذاتی طور پر حدرجہ ایماندار انسان ہے۔ وہ من بھی اسکی اخلاقی برتری کا اعتراف کرتے ہیں۔ وقت ہے کہ اس طاقت کو عوام کیلئے ان فیصلوں پر صرف کیا جائے، جن سے مہنگائی اور بیروزگاری کا جن بول میں قید ہو جائے۔ ساری قوم سانس بند کیے، محترم وزیر اعظم کی طرف دیکھ رہی ہے۔ تاریخ کے اس مقام پر ہیں، جہاں انکا ہر فیصلہ ہماری قسمت کو تبدیل کر دیگا۔ خان کو جس حالت میں ملک دیا گیا ہے، وہ حدرجہ مشکلات میں ہے۔ مگر یہ مرحلہ اچھی طرح عبور کرنا ہی تو قائدانہ صلاحیت کا اصل امتحان ہے۔ یہ امتحان، ایک بلا کی صورت میں موجودہ عمائدین کے سامنے کھڑا ہے۔ معاشی عدم استحکام کو آج بھی استحکام میں بدلا جاسکتا ہے۔ اس جنگ کیلئے دانائی اور حکمت ہی اصل ہتھیار ہیں!

راوِ منظر حیات